نکاح اور طلاق
(قرآن کریم کی روشنی میں)

احسان اللہ خان

اس کتابچے میں نکاح اور طلاق کے متعلق قرآنی آیات کو بنیاد بنا کر اس اہم موضوع پر بحث کی گئی ہے جس کا مقصد لوگوں میں قرآنی احکام کو روشناس کرانا اور انہیں یہ احساس دلانا ہے کہ اللہ رب العالمین نے انسانوں کیلئے کس قدر حکمت بھری آیات اور قوانین نازل فرمائے ہیں۔ آج اگر انسان مشکلات کا شکار ہے تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک کی نازل کردہ ہدایات سے غافل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مسائل میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، جہاں ہمیں اور مشکلات درپیش ہیں ان میں ایک بڑا مسلہ طلاق ہے اور طلاق کی شرح بڑھنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مرد اور ہماری عورتیں قرآن فہمی سے دور ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ مرد اکثر اوقات غصے میں آکر طلاق دیتا ہے اور قرآنی علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ دی ہوئی طلاق واپس نہیں لی جاسکتی جب تک مروجہ حلالہ نہ ہو، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دو خاندان ٹوٹ جاتے ہیں، ان میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرے میں انتشار پھیلتا ہے۔

اس موضوع پر پہلے بھی کئی کتب لکھی جا چکی ہیں مگر اس کتابچے کو لکھنے کے دو مقاصد ہیں، ایک تو یہ کہ اسے خالصتاً کتاب اللہ کی روشنی میں لکھا جائے اور دوسرا اسے مختصر ترین اور جامع کتابچہ بنایا جائے تاکہ لوگوں کو اسے پڑھنے میں آسانی ہو۔

قرآن کریم آسمانی وحی ہے اور اللہ رب العالمین کا کلام ہے، چونکہ انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اس لیے انتہائی آسان ہے۔ اس کے باوجود ہمیں قرآن سمجھ نہیں آتا اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ہم کلام الٰہی کے الفاظ کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی مفسر کی بیان کردہ تشریح کو اہمیت دیتے ہیں۔ بقول اقبال (رح)

احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

یہ کتاب کیوں نازل کی گئی اس کی وجہ اللہ رب العالمین نے بتا دی ہے،

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (38:29)

یہ ایک مبارک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور اہل عقل اس نصیحت کو یاد رکھیں۔

لہذا قرآن کی آیتوں پر غور و فکر کرنا اور تحقیق کرنا ہر عقل والے پر فرض ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا (25:73)

اور (مومن وہ ہیں) جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے زریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے (بلکہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں)۔

اللہ رب العالمین ہمیں قرآن کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

انسان کی تعریف!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (95:4)
بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پرتخلیق کیا ہے۔

اللہ رب العالمین نے انسان کو جو سب سے اعلیٰ چیز عطا کی ہے وہ عقل اورشعور ہے، یہی وہ نعمت ہے جو اسے باقی مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ وہ جوہر ہے کہ اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو انسان فرشتوں سے افضل ہوجاتا ہے اوراس کا غلط استعمال اسے اسفلَ سافلین (پست سے پست ترین) بھی بنا دیتا ہے۔ گویا عقل و فہم کی بنیاد پرانسان کواشرف کہا گیا اوراسی صلاحیت کی بنیاد پر انسان کو کثیرالمخلوقات پر فضیلت دی گئی۔

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (91:7) اورانسانی نفس کی قسم اوراس کی قسم جس نے اس کو درست کیا
فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (91:8) پھر اسے اس کی برائی اوراس کی اچھائی القا کردی۔

انسان کو عقل وفہم کا یہ نایاب خزانہ اس لیے دیا گیا تاکہ وہ اس کی بنیاد پرچیزوں کو پرکھے، اچھائی اوربرائی کو سمجھ سکے اورظلم اورانصاف میں فرق کرسکے۔ اسے یہ صلاحیت دینے کے ساتھ ساتھ آزادی بھی دی گئی کہ چاہے تووہ اپنے خالق کی فرمانبرداری اختیار کرے یا چاہے تواس کے حکموں کا انکار کرے۔

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (76:3)
بے شک ہم نے انسان کوراستہ دکھا دیا، چاہے وہ شکر کرے چاہے وہ کفر کرے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔۔۔ (18:29)
اور کہہ دویہ قرآن تمھارے رب کی طرف سے حق ہے، جو چاہے ایمان لے آئے اورجو چاہے کفر کرے۔

آزادی اس قدر کہ اللہ رب العالمین جو مالک الملک ہے وہ بھی اس کی آزادی میں دخل نہیں دیتا۔ انسان کو یہ اختیارحاصل ہے کہ وہ اچھائی کرے یا برائی، ایک وقت مقررہ تک اسے آزاد چھوڑدیا گیا ہے۔ پھراس کے مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اورپھراسے اس کا ہرچھوٹا بڑا عمل دکھایا جائے گا اوراسی کی بنیاد پراس کی جنت دوزخ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (40:17)
آج کے دن ہرنفس کواس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج کے دن کوئی نا انصافی نہیں ہوگی۔ بےشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

چونکہ ہمارا عنوان نکاح ہے اور نکاح دو انسانوں یعنی مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے اس لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ اللہ رب العالمین کی نظر میں نکاح کرنے والے دونوں انسان (مرد اور عورت) برابر ہیں، دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (2:228)

اور دستور کے مطابق عورتوں کے ویسے حقوق ہیں جیسے اُن پر مردوں کے حقوق ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ سب پر غالب اور کمال حکمت والا ہے (228)

جسمانی لحاظ سے چونکہ مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف تخلیق کیے گئے ہیں، اس لیے خالق نے ان دونوں پر الگ الگ ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ مرد طاقتور اور مضبوط جسمانی ساخت کی وجہ سے معاش کمانے کا ذمہ دار ہے جبکہ عورت کو گھر اور گھرداری سمبھالنے کا منصب دیا گیا ہے۔ یہی وہ درجہ ہے جو مرد کو عورت پر دیا گیا ہے۔ کہ مرد مال کماتا ہے اور اپنی عورت اور بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ گویا مرد کو عورتوں کیلئے نگران اور محافظ بنایا گیا ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۔۔(4:34)

مرد عورتوں پر محافظ و منتظِم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں...

لفظ قوام کا روٹ قوم ہے اور قوم کا معنی اٹھ جانا اور کھڑا ہونا ہے۔ اور اسی روٹ سے لفظ قیام بھی ہے جو معروف ہے، پس کسی کی حفاظت اور نگرانی کیلئے کھڑا ہونا اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرنا قوام کہلاتا ہے۔ ظاہر ہے جس شخص کو کسی دوسرے شخص کی حفاظت کیلئے کھڑا کیا جائے تو اسے محافظ ہی کہا جائے گا۔ پس عزت اور ناموس میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، کوئی کسی سے کم تر نہیں۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ۔۔(17:70)

اوریقیناً ہم نے اولاد آدم کو عزت دی...

اولاد آدم میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور دونوں قابل عزت و تکریم ہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر عورت کو ناقص العقل یا کم تر سمجھا جاتا ہے یہ سراسر قرآن کے خلاف بات ہے۔

مرد اور عورت کا یہ جوڑ اللہ رب العالمین کا بنایا ہوا ہے اور اللہ کی بنائی ہوئی کسی چیز میں کوئی کجی یا کمی نہیں ہوتی۔ اس جوڑے کی ذمہ داریاں الگ الگ ضرور ہیں مگر دونوں کی زندگی کا مقصد ایک ہے اور وہ ہے اپنے خالق اور مالک کی اطاعت کرنا۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (51:49)
اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم یاد رکھو۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ۔ ۔ (4:1)
لوگو اپنے رب کی نافرمانی سے بچو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔۔۔

ان جوڑوں پر کیا قوانین لاگو ہوتے ہیں آیے ان پر غورو فکر کرتے ہیں۔
سب سے پہلے نکاح کا لغوی معنی دیکھتے ہیں۔

نکاح ؟

سہ حرفی مادہ ن ک ح (نکاح) کا بنیادی معنی ہےملنا یا ملانا یا جمع کرنا یعنی دو چیزوں کو اس طرح سے ملانا کہ وہ ایک دوسرے میں گھل مل جائیں، نَكَحَ النُعاسُ کا معنی ہے، نیند اس کی آنکھوں میں گھل گئی، اسی طرح نَكَحَ المَطرُالاَرضَ کا مطلب ہے بارش کا پانی زمین میں جذب ہوگیا (تاج العروس، القاموس المحیط، مفردات راغب)۔

ایسا تعلق جو نیند کا آنکھ سے ہوتا ہے یا بارش کے قطروں کا زمین سے ہوتا ہے نکاح کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کے معاہدے کو میثاقا غلیظا کہا گیا ہے یعنی ایسا معاہدہ جو پختہ ہو اور آسانی سے ٹوٹنے والا نہ ہو۔

مقصد نکاح

(1) ۔ عفت قائم کرنا

نکاح کا ایک بڑا مقصد گناہوں سے بچنا اور پاکیزگی حاصل کرنا ہے، تخلیقی لحاظ سے انسان کو یہ صلاحیت دی گئی ہے کہ وہ شر اور خیر کو پہچان سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کی تربیت کتاب اللہ کی روشنی میں نہ ہو تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ گناہ کی طرف مائل ہو، اس سلسلے میں ایک جلیل القدر پیغمبر سیدنا یوسف سلام علیہ کا قول قرآن میں موجود ہے کہ انسان کو اس کا نفس بے راروی کی ترغیب دیتا ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اگر انسانی نفس پر روک ٹوک نہ ہو تو وہ بے قابو ہو جاتا ہے ، یہی وجہ ہے کہ گناہ کے کام نفس کو اچھے لگتے ہیں، کیونکہ انسانی نفس اپنی من مانی چاہتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس پر کوئی قدغن ہو۔

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ ۔ ۔ ۔ (12:53)
بے شک نفس برائی کی ترغیب دیتا ہے۔
دل یعنی انسانی نفس کی نگرانی کس قدر ضروری ہے؟

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (8:24)

اورخوب سمجھ لو کہ اللہ انسان اوراس کے دل (نفس) کے درمیان حائل ہے اوریہ کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

یعنی ایک طرف انسان کی خواہشات اور دوسری طرف اللہ رب العالمین کی ہدایات۔ دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس کو اپنا الٰہ سمجھتا ہے۔ یعنی وہ اپنے نفس کی تابعداری کرتا ہے یا پھر اپنے خالق کا فرمانبردار بنتا ہے۔؟
یہ بات اللہ نے پہلے ہی بتائی ہوئی ہے کہ انسان جاہل ہے، ظالم ہے، جلد باز ہے اپنے خواہشات کا پجاری ہے۔
أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ۔۔۔ (45:23)
کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو الٰہ بنایا ہوا ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (28:50)
اوراس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی ہدایات کے بغیر اپنی خواہشات پوری کرتا ہے۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

انسان اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے اگر وہ اپنی خواہشوں کو کتاب اللہ کے نیچے لائے اور نفس کی ناجائز فرمائشوں سے اجتناب کرے
وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (64:16)
اور جو نفس کی برائی سے بچ گئے تو وہ فلاح پانے والے ہیں۔

پس نکاح کرنے کامقصد فرمانبرداری اور پاکیزگی اختیار کرنا ہے اور اپنے آپ کو صرف اپنی زوج تک محدود رکھنا ہے اور ہر قسم کی فحاشی اور عریانی سے پرہیز کرنا ہے تاکہ نفسانی ہوس پرستی کا قلع قمع ہو سکے۔

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ (4:24)
اور تمھارے لیے ان (مِحرم عورتوں) کے علاوہ عورتیں حلال ہیں کہ تم اپنے مال سے (انہیں) قید نکاح میں لانے والے (اور) بدکاری سے بچنے والے بنو۔

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (5:5)
اور مومن عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں اوران لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (تمہارے لئے حلال ہیں) جب تم انہیں ان کے مَہر دے دو، (انہیں) قید نکاح میں لاتے ہوئے، بدکاری سے بچتے

ہوئے اور چوری چھپے تعلق نہ رکھتے ہوئے، اور جو ایمان سے انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

لفظ محصن کا لغوی معنی ہے قید کرنا یا قید ہونا یا اپنے گرد ایک حصار بنانا۔ چونکہ معاہدہ نکاح کے زریعے ایک مرد اور ایک عورت ایک دوسرے کیلئے مخصوص ہو جاتے ہیں اور یوں وہ ایک جائز تعلق کی وجہ سے شہوت پرستی سے بچ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شادی شدہ مرد کو عربی میں محصن اور شادی شدہ عورت کو محصنہ کہا جاتا ہے کہ وہ نکاح کی وجہ سے اپنے نفس کے شر سے بچے رہتے ہیں، فلہذا نکاح کی غرض وغایت اور مقصد عفت اور عصمت کی حفاظت ہے۔

(2) افرائش نسل اور خاندان کی تشکیل

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ۔۔۔ (4:1)

اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی سے بچو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا ۔۔۔

اللہ رب العالمین نے ہر جاندار کو جوڑا جوڑا بنایا یعنی نر اور مادہ اور پھر اسی سے اس کی نسل چلائی۔

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (51:49)

اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم یاد رکھو۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (25:54)

اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا پھر اسے خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا رب بہت قدرت والا ہے۔

انسانی جوڑا بنانے کا بھی یہی مقصد تھا کہ انسانی نسل چلتی رہے اور خاندان بنتے رہیں، آج کروڑوں اور اربوں انسان اس کرہ ارض پر بستے ہیں۔ ہر انسان کی الگ الگ شکل اور صورت ہے۔ یہ وہی رب العالمین ہے جو تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے، سب سے باخبر اور سب کو رزق دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (3:6)

وہی تو ہے جو رحموں میں جیسے چاہتا ہے تمھاری صورتیں بناتا ہے، اس کے سوا کوئی الہ نہیں وہ سب پر غالب اور کمال حکمت والا ہے۔

(3) سکون حاصل کرنا

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (30:21)

اوریہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اوراس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غورو فکر کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۔۔۔ (7:189)

اوروہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

خدائے رب العالمین نے انسان کو نر اور مادہ کی شکل میں اس لیے تخلیق کیا تاکہ وہ آپس میں جوڑا جوڑا بن کر رہیں اور ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں پر ایک پابندی عائد کر دی کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اپنی زوج تک محدود رکھیں۔ یہ فرمان ان تمام جوڑوں کیلئے جاری کیا گیا ہے جو اللہ کو اپنا خالق اور مالک مانتے ہیں، جو اس حکم کی تعمیل نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں سرکش ہے۔ اور اللہ کو سرکش لوگ بالکل پسند نہیں۔

نکاح کی صحیح عمر

نکاح کیلئے جسمانی اور ذہنی بلوغت ضروری ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۔۔۔ (4:6)

اوریتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر ان میں صلاحیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالا کردو۔

اس آیت کریمہ کو بغور پڑھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ نکاح یا معاہدہ کرنے کیلئے ایک خاص عمر متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان ذہنی طور پر پختہ ہو یعنی اس میں وہ صلاحیت اور عقل کی پختگی نظر آئے جو معاہدہ کرنے کیلئے ضروری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاگل انسان کا نکاح نہیں کیا جا سکتا چاہے وہ جسمانی طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا اگر لڑکا یا لڑکی نابالغ ہے تو اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دونوں ابھی عقل و فہم کے اس معیار پر نہیں پہنچے جہاں انسان کوئی معاہدہ یا کوئی بڑا فیصلہ کرتا ہے۔ پس معاہدہ نکاح کیلئے یہ ضروری ہے کہ فریقین جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ ہوں ، اپنی اچھائی برائی کو سمجھتے ہوں اور ان میں رُشد موجود ہو۔

نکاح کے محرمات

درج ذیل رشتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (4:22)

اوران عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں مگر جو ہوچکا، بے شک یہ نافرمانی اور ناراضگی کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا (4:23)

تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (وہ) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعت میں شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں (سب) حرام کر دی گئی ہیں، اور (اسی طرح) تمہاری گود میں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جو تمہاری ان عورتوں (کے بطن) سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو (بھی حرام ہیں)، پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر (ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) جو تمہاری پشت سے ہیں، اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو سوائے اس کے کہ جو دورِ جہالت میں گزر چکا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۔۔۔ (4:24)

اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) سوائے ان کے جو تمہاری قبضے میں آجائیں۔ یہ اللہ نے تم پر فرض کر رکھا ہے۔

مشرک اور زانی سے نکاح حرام ہے

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (2:221)

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور یقیناً ایک مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمھیں پسند ہو اور نہ (اپنی عورتیں) مشرک مردوں کے نکاح میں دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور یقیناً ایک مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے، خواہ وہ تمھیں پسند ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ اپنے حکم سے تمھیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتوں کو لوگوں کیلئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ انہیں یاد رکھیں۔

مشرک سے نکاح کیوں منع کیا گیا ہے اس کی علت اسی آیت میں بتا دی گئی ہے کہ وہ آگ کی طرف بلاتے ہیں، پس وہ تمام مشرک جو آگ کی طرف بلاتے ہوں ان کے ساتھ نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر کوئی شرک کر رہا ہے اور اس کی وجہ اس کی نادانی اور کم علمی ہے اور وہ اس کی ترویج بھی نہیں کرتا جس سے اور لوگ متاثر ہوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ ممانعت اس پر نہیں ہوگی۔ (واللہُ اعلم)

لیکن اکثر لوگ جانتے بوجھتے مشرک ہوتے ہیں جو نہ صرف شرک کر رہے ہوتے ہیں بلکہ وہ واحدانیت کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو شرک کرنے پر راغب کرتے ہیں۔

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (2:22)
پس تم اللہ کیلئے شریک مقرر نہ کرو کیونکہ تم جانتے ہو۔

یہی وہ لوگ ہیں جن سے کُلی طور پر نکاح حرام کیا گیا ہے کیونکہ وہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی دلوں پر مہر ہے کیونکہ وہ اللہ کی مخالفت میں بہت بڑھ گئے ہیں۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (24:3)
زانی مرد نکاح نہ کرے مگر زانی عورت یا مشرکہ عورت سے اور زانی عورت نکاح نہ کرے مگر زانی مرد یا مشرک مرد سے، کیونکہ ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔

اس آیت میں دو خاص باتیں ہیں۔
پہلی بات یہ ہے کہ اللہ نے زانی کو مشرک کے ساتھ کھڑا کر دیا ہے کہ زانی مرد ہو یا مشرک مرد ان دونوں کا نکاح مومن عورت سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ زانی کی جگہ الزانی آیا ہے، جس کا مطلب وہ شخص جس پر زنا ثابت ہو چکا ہے نہ کہ وہ شخص جس پر زنا کا الزام ہو یا جس پر شک کیا جا رہا ہو یا جو لوگوں میں زانی مشہور ہو گیا ہو۔

کون زانی ہے اور کون نہیں ہے اس کا تعین خلیفہ یا حکومت وقت کرے گی، جب بھی کسی پر زنا کا الزام لگ جائے تو اس ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا اور گواہ بلائے جائیں گے اور پھر چھان بین کرنے کے بعد گواہوں کی موجودگی میں عدالت فیصلہ کرے گی کہ وہ ملزم زنا کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔

جب زانی پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے تو عدالت اسے سو کوڑوں کی سزا دے گی۔ یہی وہ الزانی ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ اسے سو کوڑے مارو اور اسی الزانی پر یہ پابندی ہے کہ وہ اگر نکاح کرنا چاہے تو زانی عورت

سے نکاح کرے گا۔ محصن یعنی پاکدامن عورتیں ایسے شخص پر نکاح کیلئے حرام ہیں جب تک وہ سچے دل سے توبہ نہ کرے اور اپنی اصلاح نہ کرے۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (24:5)

ہاں جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ بہت زیادہ معاف کرنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔

معاہدہ نکاح کی شرائط

نکاح کی تین شرطیں ہیں۔

ایجاب وقبول ۔ جب مرد اور عورت معاہدہ نکاح کے زریعے ایک دوسرے کو باہمی رضامندی سے قبول کرتے ہیں تو رضامندی کے اس اظہار کو ایجاب و قبول کہتے ہیں۔

یہ نکاح کی سب سے بڑی شرط ہے کہ یہ معاہدہ باہمی رضا مندی سے ہو اور دونوں فریقین پر کسی قسم کا دباؤ یا جبر نہ ہو۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک فریق اس معاہدے پر رضامند نہ ہو یا خاندان کے بڑوں کے دباؤ میں آکر یہ معاہدہ کر رہا ہو تو نکاح جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی نکاح نہیں کر سکتا اسے لازماً عورت کی رضامندی حاصل کرنی ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۔۔۔(4:19)

اے ایمان والو! تمھارے لیے یہ جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

گواہ ۔ یوں تو معاہدہ نکاح کا باقائدہ اعلان کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے ہاں عام طور پر ایسے ہی ہوتا ہے لیکن اگر کسی وجہ سے لوگوں کا جمِ غفیر موجود نہ ہو تو کم از کم دو گواہوں کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ واضح رہے کہ اگرمعاہدہ نکاح کو ختم کرنا ہو یا نکاح کا معاہدہ نئے سرے سے کرنا ہو، دو گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۔۔(65:2)

پھر جب وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو یا تو چاہے دستور کے مطابق انہیں روک لو یا دستور کے مطابق ان سے الگ ہوجاؤ، اپنوں میں سے دو منصف آدمیوں کو گواہ کرلو اور گواہی کو اللہ کیلئے قائم کرو۔

اس آیت پر غور فرمائیں کہ گواہ بنانے کی بات حُکمیہ انداز میں کی گئی ہے **وَأَشْهِدُوا** ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ، جس کا مطلب ہے کہ گواہ بنانا لازمی ہے کیونکہ اگر گواہ نہیں ہونگے تو نکاح باطل سمجھا جائیگا۔

دو فریقین کے درمیان کوئی بھی معاہدہ بغیر گواہوں کے نہیں ہوتا، چاہے پیسے کا لین دین ہو یا کسی کو خدمات مہیا کرنے کی بات ہو، پس نکاح بھی معاہدوں میں سے ایک معاہدہ ہے جس کی پاس داری دونوں فریقین پر لازم ہے۔ لہذا معاہدہ نکاح کرتے وقت دو معقول گواہوں کی گواہی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

مہر

قرآن کریم میں مہر کیلئے صدُقات، فریضہ اور اُجور کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

مہر وہ مال ہے جو معاہدہ نکاح کرنے کے بعد تحفہ کے طور پر عورت کو دیا جاتا ہے، یہ چاہے نقدی ہو یا سامان کی شکل میں ہو یا کسی قسم کی خدمت ہو، جب تک یہ مال عورت کے حوالے نہ کیا جائے وہ عورت اس مرد پر حلال نہیں ہوتی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ ۔۔ (33:50)

اے نبی ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے ان کے مہر دے دیئے ہیں حلال کردی ہیں اور جو (معاہدہ نکاح کے زریعے) آپ کی دسترس میں آگئی ہیں جو اللہ نے تمھیں دلوائی ہیں۔

مہر کا تعین یا تو نکاح کرنے والے مرد اور عورت خود کرتے ہیں یا ان کے خاندان والے طے کرتے ہیں کہ کتنا اور کون سا مال دینا ہے۔ مال کا تعین کرلینے کے بعد ایک شادی شدہ جوڑے کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ آپس کی مرضی سے مہر کی رقم کو کم و بیش کر سکتے ہیں۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (4:24)

اور تم پر اس مال کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جس پر تم مَہر مقرر کرنے کے بعد باہم رضا مند ہو جاؤ، بیشک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اگر عورت چاہے تو اس مال کا کچھ حصہ وہ معاف بھی کر سکتی ہے۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا (4:4)

اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اُسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ ۔۔۔ (2:229)

اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو سوائے اس کے کہ دونوں خوف محسوس کریں کہ وہ حُدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔۔

مرد چونکہ مال کماتے ہیں اور عورتوں پر نگران ہیں اس لیے اللہ رب العالمین نے یہ ذمہ داری مردوں پر ڈالی ہے کہ وہ اپنے مال کا کچھ نہ کچھ حصہ عورت کو دیں گے۔ مہر کا مال دینے کے بعد عورت سے واپس نہیں لیا جا سکتا سوائے اس صورت کے کہ حدوداللہ متاثر ہو رہے ہیں (حدود اللہ سے مراد وہ قوانین ہیں جو مرد اور عورت پر نکاح کرنے بعد لاگو ہوتے ہیں)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ رب العالمین مرد اور عورت کے اس باہمی معاہدے میں مال کو کیوں لائے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مہر کا مال نکاح کے معاہدے کو مضبوط کرنے کیلئے دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مرد اس معاہدے سے دستبردار ہوتا ہے تو اسے یہ مال چھوڑنا پڑتا ہے اور اسی طرح اگر عورت معاہدہ توڑنا چاہتی ہے تو وہ اس کی حقدار نہیں ٹھہرتی اسے معاہدہ توڑنے کیلئے اپنے خاوند کو یہ مال واپس دینا پڑتا ہے۔

گویا مہر کا مال اس معاہدے کا دفاع کرتا ہے۔ مثلاً اگر ایک عورت کسی مرد سے رقم یا مال کی خاطر نکاح کرتی ہے اور اپنا مقصد پورا ہونے کے بعد وہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے جبکہ اس کا خاوند اس کو اپنا حق دے رہا ہو تو ایسی عورت سے مال واپس لیا جائے گا جس نے مال کی خاطر نکاح کیا تھا۔

بالکل اسی طرح اگر مرد کے دل میں لالچ آئے اوردوسری شادی کے چکر میں اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہے تو وہ اس عورت سے مال کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مال اب عورت کا حق ہے۔

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا (4:20)
اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی لانا چاہو اور پہلی بیوی کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس مت لو۔ کیا تم جھوٹا الزام لگا کر اور صریح ظلم سے اپنا مال واپس لینا چاہتے ہو؟ **(4:20)**

قرآن کریم چونکہ انسانوں کی ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے اور یہ اس کتاب کی معراج ہے کہ یہ انسانوں کو اخلاق کے اعلیٰ مقام پر لے آتی ہے۔ عقل جہاں انسان کو ذاتی مفاد کا درس دیتی ہے وہاں یہ کتاب انسانوں کو عدل و انصاف اور احسان کرنا سکھاتی ہے۔

قرآن کریم کا پیش کردہ معاہدہ نکاح کس قدر فطرت کے قریب ہے، قرآن کس طرح ہر فریق کا دفاع کرتا ہے اور انہیں مکمل حقوق اور تحفظ فراہم کرتا ہے اس کی وجہ قرآن کا ایک سنہری اصول ہے۔

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (2:279)
نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔
یہی وجہ ہے کہ جب بھی ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم کرتا ہے قرآن اسے ظلم سے باز آنے کا حکم دیتا ہے اور اسے اس کے بھیانک نتائج سے ڈراتا ہے۔ خدائے رب العالمین کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں اگر کوئی کسی سے بہتر ہے تو وہ فرمانبرداری کی بنیاد پر ہے۔ پس جو جتنا زیادہ فرمانبردار ہے وہ اتنا ہی اللہ کے قریب ہے۔

طلاق؟

ط۔ ل۔ ق (طلاق) کا بنیادی معنی ہے الگ ہونا یا آزاد ہونا۔ الطّاَلِقَۃُ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی نکیل کھول دی جائے اور اسے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ (تاج العروس، القاموس المحیط، لغات القرآن)

امام زمخشری (رح) نے اپنی لغت اساس البلاغہ میں اطلقتُ الاسیر کا معنی لکھا ہے کہ میں نے قیدی کو آزاد کر دیا۔ اسی طرح امام راغب (رح) نے اپنے مفردات میں لکھا ہے کہ طلاق کا بنیادی معنی کسی کو بندھن سے آزاد کرنا ہے۔ پھر یہ لفظ بطور استعارہ شوہر کا بیوی کو نکاح کے بندھن سے آزاد کرنے کیلئے بولا گیا، پس طلّقتُ المرءَۃَ کا مطلب ہے کہ میں نے اپنی عورت کو نکاح کے بندھن سے آزاد کر دیا اور ایسی عورت کو مطلّقۃ کہا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں رواج ہے کہ مرد نے جب جی چاہا تین بار طلاق طلاق طلاق کہا اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب اس کے بعد اس جوڑے کا آپس میں ملاپ نہیں ہو سکتا جب تک وہ مظلوم عورت کسی دوسرے مرد سے ایک رات کیلئے نکاح یعنی حلالہ نہ کرے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ غلطی مرد کرے اور سزا عورت کو ملے، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے نعوذ بااللہ اتنی بے انصافی کی بات کی ہو؟ ضرور سوچیے کیونکہ مومن پر ہر وہ بات سوچنا فرض ہے جو عقل کے خلاف ہو۔ دیکھیے سورۃ الفرقان میں اللہ رب العالمین نے مومنین کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا،

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا (25:73)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات سنائی جاتی ہیں تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے (بلکہ غور و فکر بھی کرتے ہیں)

اس سے پتہ چلا کہ مومن کسی کی بات کو آنکھیں بند کرکے نہیں قبول کرتا اور تو اور وہ اللہ کی باتوں پر بھی آنکھیں بند نہیں کرتا بلکہ ان پر بھی غور و فکر اور تدبر کرتا ہے تا کہ وہ اصل بات تک پہنچ سکے جو منشاء ربی ہے۔

امت مسلمہ تین بڑے گروہوں میں تقسیم ہے۔

اہل فقہ

اہل حدیث

اہل تشیع

اہل فقہ کی مزید چار مسلک ہیں جنہیں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہا جاتا ہے۔ حنفی مسلک مزید دو گروہوں میں تقسیم ہے جنہیں دیوبندی اور بریلوی کہتے ہیں۔

جبکہ اہل حدیث روایات کو بنیاد بنا کر فیصلہ کرتے ہیں وہ کسی امام کے پیچھے نہیں چلتے۔

اہل تشیع کے اپنے بارہ امام ہیں اور وہ ان کے اقوال کو سند مانتے ہیں۔ اور ان کی روشنی میں مسائل کے فیصلے کرتے ہیں۔

صد افسوس کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جسے اللہ الفرقان کہتا ہے (یعنی سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کرنے والی کتاب) مگر اس کے باوجود ہم اپنے فیصلے روایات اور بزرگوں اور اماموں کے اقوال پر کرتے ہیں !

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی طاقتور اور کمزور کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے تو طاقتور اس کا فائدہ اٹھاتا ہے۔اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے معاہدے میں مرد اکثر اوقات عورت کا استحصال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے مردوں پر ایک پابندی عائد کی ہے کہ وہ چار مہینوں سے زیادہ اپنی عورت سے لاتعلق نہیں رہ سکتے انہیں ہر حال میں کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ہے۔یا ان سے صلح کرنی ہے یا پھر انہیں طلاق دینا ہے۔

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (2:226)

اُن لوگوں کیلئے جو اپنی عورتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ غفور و رحیم ہے۔

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (2:227)

اور اگر وہ طلاق کا عزم کریں تو اللہ سمیع و علیم ہے۔

طلاق سے پہلے مصالحتی کوششیں

عدالت یا معاشرے کی ذمہ داری

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (4:35)

اور اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان مخالفت کا اندیشہ ہو تو تم ایک مُنصِف مرد کے خاندان سے اور ایک مُنصِف عورت کے خاندان سے مقرر کر لو، اگر وہ دونوں اصلاح کا اِرادہ کریں تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، بیشک اللہ خوب علم رکھنے والا، خبر رکھنے والا ہے۔

طلاق نجی معاملہ نہیں ہے کہ مرد جب چاہے اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دے دے اور معاہدہ نکاح کو ختم کر دے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا ۔۔

آیت کریمہ کے اس ٹکڑے میں لفظ خفتم جو جمع مزکر حاضر ہے قابل غور ہے۔ اللہ رب العالمین کا یہ خطاب مرد عورت سے نہیں بلکہ عدالت اور معاشرے سے ہے۔ اور یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ مرد اور عورت کے جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے دو منصف مقرر کرے یعنی اس معاملے کی چھان بین کیلئے ایک کمیٹی بنائے جس میں ایک حَکم یعنی انصاف کرنے والا شخص مرد کے خاندان سے اور ایک حَکم عورت کے خاندان سے شامل کرے۔ جب یہ کمیٹی بن جائے گی تو وہ مرد اور عورت کے درمیان پیدا ہونے والے تمام تنازعات کا جائزہ لے گی اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرے گی۔ تمام تر مصالحتی کوششوں کے باوجود اگر بہتری کی کوئی راہ نہ نکلے تو کمیٹی فیصلہ دے گی کہ اس معاہدہ نکاح کو توڑ دیا جائے۔

یاد رہے کہ اگر کسی جگہ عدالت فعال نہیں یا کوئی دیہی علاقہ ہے جہاں عدالت تک رسائی ممکن نہیں ہے تو وہاں فریقین کے خاندان کے بزرگ اور اکابرین یہ کام سر انجام دیں گے اور وہ پوری کوشش کریں گے کہ فریقین کے درمیان جھگڑے کو ہر ممکن طریقے سے ختم کیا جائے لیکن اگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ معاہدہ توڑنا پڑے تو اسے احسن طریقے سے اور دستور کے مطابق توڑنا ہوگا تاکہ کسی فریق کی دل آزاری نہ ہو۔

مرد کی ذمہ داری

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا (4:34)

اور وہ عورتیں جن سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو اور ان سے خواب گاہوں میں الگ ہو جاؤ اور ان عورتوں (کی نافرمانی) کو بیان کرو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر (سختی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بیشک اللہ بلند مرتبہ اور اونچی شان والا ہے۔

عورت کی ذمہ داری

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (4:128)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی نافرمانی یا بے رُخی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ آپس میں کسی امن معاہدے پر صلح کرلیں، اور امن معاہدہ اچھی چیز ہے کیونکہ دلوں میں تنگی رکھی گئی ہے پس اگر تم احسان کرو اور فرمانبردار بنو تو اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔

طلاق کا طریقہ کار

طلاق کے دو مراحل ہیں

پہلا مرحلہ، جب طلاق دی جائے اور عدت شروع ہو (إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ)

دوسرا مرحلہ، جب عدت ختم ہو اور فیصلہ کرنا ہو (فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ)

قرآنی قوانین کے تحت جب مرد اپنی عورت کے سامنے طلاق کا اظہار کرتا ہے، لفظ طلاق چاہے ایک بار کہے یا تین بار دہرائے یہ پہلی طلاق سمجھی جائے گی اور یہ طلاق کا پہلا مرحلہ ہوگا جس کی مدت تین حیض ہے اگر عورت کو حیض نہیں آتا تو پھر اس کی مدت تین ماہ ہوگی۔ پس اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے یا عورت اپنے مرد سے طلاق لے دونوں صورتوں میں انہیں اپنے اس ارادے کے متعلق عدالت کو مطلع کرنا ہوگا۔

درخواست جمع ہوتے ہی عدالت ایک کمیٹی بنائے گی جو دو معقول اور انصاف کرنے والے افراد پر مشتمل ہوگی۔ کمیٹی تنازعات کا جائزہ لے گی اور انہیں حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

پھر جب یہ مصالحتی مدت ختم ہو جائے یعنی تین حیض مکمل ہو جائیں تو اس جوڑے کو عدالت میں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ انہوں نے دوبارہ نکاح کرنا ہے یا پھر ایک دوسرے سے الگ ہونا ہے اور یہ طلاق کا دوسرا مرحلہ ہے جس میں معاہدے کو توڑنے یا نہ توڑنے کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا اور اسی طرح طلاق کے دونوں مراحل مکمل ہو جائیں گے۔

اگر میاں بیوی طلاق واپس لینے کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں دو گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کرنا ہوگا لیکن اگر وہ علیحدگی کا فیصلہ کرتے ہیں تو اس طلاق کو باقاعدہ طور پر طلاق سمجھا جائے گا۔ اور یہ مطلّقہ عورت اگر کسی غیر مرد سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

ہمارے ہاں رائج طلاق نہ صرف قرآن کے منافی ہے بلکہ ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے کہ مرد اچانک تین طلاقیں دے دیتا ہے اور عورت بے چاری کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اسے طلاق کیوں دی گئی ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق زیادہ تر طلاق غصے میں دی جاتی ہے بعد میں جب مشکلات پیش آتی ہیں تو مفتی صاحبان انہیں حلالہ کا مشورہ دیتے ہیں جو کہ خالصتاً زنا ہے کیونکہ ہر وقتی معاہدہ چاہے متعہ ہو یا مسیار ہو یا حلالہ سب کے سب زنا کے زمرے میں آتے ہیں۔

حیران کن بات یہ ہے کہ کوئی نہیں سوچتا کہ جس رشتے کو دو خاندانوں کی کاوشوں سے جوڑا جاتا ہے اور اسے پایہ تکمیل تک پہچانے میں کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں اسے چند منٹوں میں کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟؟ یہ نہ صرف قران کے خلاف ہے بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ (ثم تتفکروا)

یاد رہے کہ جب بھی مرد کی طرف سے طلاق دینے یا عورت کی طرف سے طلاق لینے کی ابتدا کی جائے گی تو ان دونوں پر طلاق کے قوانین لاگو ہو جائیں گے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مثال کے طور پر اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک فریق ناگزیر وجوہات کی بنا پر طلاق کا اظہار کرے تو سب سے پہلے طلاق کے اس ارادے کو عدالت میں نوٹ کرایا جائے گا، چونکہ طلاق کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے اور اس کا پہلا مکمل ہو چکا ہے اس لیے اس جوڑے پر فوراً عدت کی پابندیاں نافذ ہو جائیں گی۔

عورت پر عدت کی پابندیاں

عورت پر عدت کی مدت جو کہ تین حیض ہے گننا فرض ہے
دوران عدت عورت پر نکاح ثانی حرام ہے۔
عورت پر واجب ہے کہ اپنے حاملہ ہونے کی خبر دے اگر وہ حاملہ ہے۔
عورت پر اپنے خاوند سے ہم بستری منع ہے۔
دوران عدت یا عدت کے بعد اسے دوبارہ اپنے خاوند سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (2:228)

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، اور ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے، اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں، اور اگر ان کے شوہر اصلاح کا ارادہ کریں تو اس مدت میں وہ انہیں زوجیت میں لینے کے زیادہ حق دار ہیں اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ ہے، اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

مرد پر عدت کی پابندیاں

یاد رہے کہ مرد جب بھی اپنی عورت کو طلاق دے تو طہر یعنی پاکی کی حالت میں دے تاکہ اس کی عدت کا شمار کیا جا سکے۔

دوران عدت مرد عورت کے ساتھ جنسی ملاپ نہیں کر سکتا کیونکہ ایسا کرنے سے عدت کی گنتی متاثر ہوتی ہے۔

مرد پر اپنی مطلّقہ بیوی کو اپنے گھر سے نکالنا حرام ہے، یعنی عورت اپنی عدت اپنے خاوند کے گھر میں پوری کرے گی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۔۔ (65:1)

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو اُنہیں اُن کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کے وقت کو شمار کرو اور اللہ کے فرمانبردار بنو جو تمھارا رب ہے اور انہیں ان کے گھروں سے باہر مت نکالو اور نہ وہ خود باہر نکلیں سوائے یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کر بیٹھیں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا تو یقیناً اپنی جان پر ظلم کرے گا۔

دوران عدت یا عدت کے بعد فیصلہ کرنا

دوبارہ نکاح کرنے کا فیصلہ

چونکہ قرآن نے مرد اور عورت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ طلاق دینے کے بعد ایک دوسرے کو تین ماہ تک دیکھیں اور خوب غور وفکر کریں اور اس دوران پیش آنے والی مشکلات کا جائزہ لیں اور ہر چیز کو خوب دیکھ بھال کر فیصلہ کریں۔ ان تمام مراحل سے گزرتے ہوئے اگر میاں بیوی طلاق واپس لینے اور دوبارہ اکٹھے ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں تو وہ نہ صرف آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں بلکہ عدالت اور معاشرے کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ ایسے جوڑے جب طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو انہیں اپنے شوہر سے نکاح کرنے سے نہ روکا جائے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (2:232)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں راضی ہوں، اِس حکم کے زریعے اُسے نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، یہی واعظ تمھارے لیے تزکیہ اور طہارت ہے، یقیناً اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب جوڑے ایک بار بن جائیں تو انہیں قائم رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاندان کے سربراہوں کو اور انصاف قائم کرنے والی عدالتوں کو نصحیت کی گئی ہے کہ اگر شادی شدہ جوڑے میں ناچاکی پیدا ہو جائے تو صلح کی طرف تمام کوشش بروئے کار لائی جائیں اور نکاح کے اس معاہدے کو ٹوٹنے سے بچایا جائے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (4:35)
اور اگر تمہیں مرد اور عورت کے درمیان مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں تو خدا ان دونوں میں موافقت پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا بڑا باخبر ہے۔

نوٹ۔ اگر طلاق دینے کے بعد اور عدت ختم ہونے سے پہلے میاں بیوی ایک دوسرے سے رجوع کر لیتے ہیں تو ان پر عدت کی پابندیاں فوراً ختم ہو جائیں گی، لیکن اس طلاق کو باقاعدہ طلاق کہا جائے گا بلکہ الطلاق مرتان میں سے اسے مرۃ الاولیٰ کہا جائے گا۔ اب ان کے پاس طلاق واپس لینے کا صرف ایک چانس اور رہ گیا ہے۔

علیحدگی کا فیصلہ

اگر عدت پوری ہونے کے بعد مرد اور عورت دونوں یہ فیصلہ کرلیں کہ انہوں نے اب اکٹھا نہیں رہنا بلکہ ایک دوسرے سے الگ ہونا ہے تو ان میں طلاق واقع ہوجائے گی اوریوں مرد اور عورت ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے، اسی طرح مرد عورت کی کفالت اور ہر قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو جائے گا۔ لیکن یہ سب کچھ معروف طریقے سے دستور کے مطابق لوگوں کے سامنے ہوگا، اگر زیادہ لوگ موجود نہیں ہیں تو کم از کم اس بات پر دو گواہ کرنا فرض ہے۔ یہ قرآنی قوانین کے تحت مرۃ الاولیٰ (پہلی بار) طلاق کہلائے گی۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۔ (65:2)
پھر جب وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو یا تو چاہیے دستور کے مطابق انہیں روک لو یا دستور کے مطابق ان سے الگ ہوجاؤ، اپنوں میں سے دو منصف آدمیوں کو گواہ کرلو اور گواہی کو اللہ کیلئے قائم کرو۔

تیسری طلاق

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۔۔۔۔ (2:229)
طلاق دو مرتبہ ہے پھر معروف طریقے سے روک لینا یا حسن سلوک سے رخصت کر دینا ہے۔
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (2:230)

پھر اگر وہ اسے طلاق دے تو اس کے بعد وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ نکاح کرکے کسی غیر کی بیوی نہ بن جائے، پھر اگر وہ اسے طلاق دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رجوع کریں بشرطیکہ وہ خیال کریں

کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے اوریہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کیلئے کھول کربیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔

اگر مرتان (یعنی دو بار طلاق واپس لینے کی سہولت) کےبعد مرد اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دیتا ہے تو اسے اپنی بیوی کو ہر حال میں چھوڑنا ہوگا اور وہ اس سے اس وقت تک دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت کسی غیر کی بیوی نہ بن جائے۔ پھر اگر وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور وہ دوسرا خاوند بھی اسے طلاق دے دے تو اب اِن دونوں پر مرتان کا قانون لاگو ہو جائے گا۔ یعنی اس نئے جوڑے کو دو بار طلاق واپس کرنے کی سہولت دستیاب ہوگی۔
پھر اگر یہ جوڑا مرتان کے مراحل پورے کر لیتا ہے اور عورت کو تیسری بار طلاق دے دی جاتی ہے تو یہ عورت اگر چاہے تو اپنے سابقہ خاوند سے ایک بار پھر نکاح کر سکتی ہے۔

قرآن ایک شادی شدہ جوڑے کو طلاق واپس لینے کے صرف دو مواقع فراہم کرتا ہے جسے وہ مرتان کہتا ہے۔
فرض کریں کہ ایک مرد اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ طلاق کے ساتھ ہی عدت شروع ہو جاتی ہے اور دوران عدت یا عدت کے خاتمے پر مرد اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لیتا ہے۔ کچھ سال خوشی خوشی گزر جاتے ہیں، پھر ایک تنازع کھڑا ہوجاتا ہے اور وہی مرد پھر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ تو اس مرد اور اس عورت دونوں کو ان ہی مراحل میں سے گزرنا ہوگا جن سے وہ پہلے گزرے تھے۔ اُسی طرح عدت شمار ہوگی اور عدت کی پابندیاں لاگو ہونگیں۔ عدت مکمل ہونے کے بعد مرد پھر سے فیصلہ کرے گا کہ طلاق واپس لینے کے دوسرے اور آخری موقع کا فائدہ اٹھایا جائے یعنی اس عورت سے اگر وہ راضی ہو ایک بار پھر نکاح کیا جائے، یا پھر اس سے ہمیشہ کیلئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔
فرض کریں اگر مرد ایک بار پھر طلاق کا فیصلہ واپس لیتا ہے اور وہ دونوں دوبارہ نکاح کر لیتے ہیں تو یہ معاہدہ نکاح کو برقرار رکھنے کا آخری موقع ہوگا۔ ان سب مراحل کو الطلاق مرتان کہا جائے گا۔

طلاق کے متعلق اہم احکامات

1) طلاق دو بار ہے۔ (2:229)
2) طلاق شدہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔(2:228)
3) وہ طلاق شدہ عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو چکا ہو یا اگر کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے (65:4)
4) حمل والی عورتوں کی عدت وضح حمل ہے (65:4)
5) عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر وہ حاملہ ہوں تو حمل کو نہ چھپائیں (2:228)
6) عدت کا شمار کرنا فرض ہے۔ اس دوران مرد عورت کی مباشرت پر پابندی ہے۔(65:1)
7) دوران عدت طلاق شدہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔(65:1) (2:235)

8) عورت اپنی عدت خاوند کے گھر پورا کرے گی۔(65:1) (65:6)

9) عدت پوری ہونے کے بعد یا تو اس عورت کو چھوڑنا ہوگا یا پھر دو گواہوں کی موجودگی میں اسے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔(2:229) (65:2)

10) طلاق کے بعد شوہر اپنی طلاق یافتہ عورتوں کو زوجیت میں لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔(2:232)

11) مرد کو احسان کرنے کا حکم ہے، عدت کی مدت کے دروان نان نفقہ مرد کی ذمہ داری ہے۔(2:236)

12) اولاد کی وجہ سے ایک دوسرے کو نقصان نہ پہچاؤ(2:233)

13) طلاق کے بعد بچے کو دودھ پلانے کی مدت (رضاعت) دو سال ہے۔ اس دوران عورت کا کھانا پینا اور پہننا مرد کی ذمے ہے۔ اگر وہ آپس کی رضامندی سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔(2:233)

14) اگر عورت کے ساتھ خلوت نہیں ہوئی تو اس کی عدت نہیں ہے۔ (33:49) (2:236)

15) مہر عورت کا حق ہے۔ اگر مہر مقرر نہیں اور مرد نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور طلاق دے دی تو مرد کے ذمے مہر واجب الادا نہیں مگر اسے احسان کرنے کا حکم ہے یعنی کچھ نہ کچھ اسے پھر بھی دے۔ (2:236)

16) اگر مرد نے مہر مقرر کیا ہو مگر اسے ہاتھ نہیں لگایا تو مرد کے ذمے اس رقم کا نصف ہے جو اسے عورت کو ادا کرنا ہے۔(2:237)

17) شوہر کے فوت ہو جانے کی صورت میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ ایک سال تک بیوہ کا خرچہ متوفی کے گھر والوں پر فرض ہے۔ اگر بیوہ عدت پوری کرنے کے بعد خود گھر سے نکلے اور اپنے حق میں نکاح ثانی کا فیصلہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔(2:240)

18) عورت کو طلاق مانگننے کا اختیار حاصل ہے۔ جسے عرف عام میں خلع کہتے ہیں۔ (2:229)

19) اگرعورت ایک بار خلع لے لے تو وہ اس خاوند پر اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ نکاح ثانی نہ کرے۔ واضح رہے ہمارے ہاں مروجہ حلالہ نکاح ثانی نہیں ہے۔ کیونکہ نکاح کا معاہدہ غیر محدود مدت کیلئے کیا اتا ہے جبکہ حلالہ ایک محدود وقت کا معاہدہ ہے۔(2:230)

آخری بات

اسلام چونکہ دین فطرت ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کوئی بھی ایسا حکم نہیں دیا جو فطرت کے خلاف ہو، عقل کے خلاف ہو یا اس حکم سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو۔ پورا قرآن انسان اور انسانیت کی بات کرتا ہے، لوگوں کو

نفع پہنچانے کی بات کرتا ہے۔ لوگوں کے درمیان نفرتیں مٹاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے قریب کرتا ہے۔ اوران کے مسائل اورمشکلات کا حل بتاتا ہے۔

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (21:10)

ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

جس طرح نکاح کا معاہدہ کرنے کیلئے دو فریقین مرد اور عورت کی رضامندی ضروری ہے بالکل اسی طرح اس معاہدے کو توڑنے کے بھی دونوں فریقین کی مرضی جاننا ضروری ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس معاہدے کو ایک فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر توڑ دے جبکہ اللہ رب العالمین اسے پختہ معاہدہ کہہ رہا ہو ؟؟

کتنی فطری بات ہے کہ دو فریقین میں جھگڑا ہو جائے جنہوں نے معاہدہ کیا ہو اور انہیں تین ماہ کی مدت دی جائے اور انہیں کہا جائے اس مدت میں اپنے تمام معاملات کا اچھی طرح جائزہ لو اورپھر فیصلہ کرو تاکہ تمھیں جلدبازی میں کیے ہوئے فیصلے پر پچھتانا نہ پڑے۔

اورپھر انہیں اسی طرح کا ایک اور چانس دیا جائے تاکہ دونوں فریقین کی ایک دوسرے پر حجت باقی نہ رہے۔

یہ وہ احکام ہیں، وہ حکمت بھری باتیں ہیں جو خالق کائنات نےاپنی اشرف مخلوق کیلئے نازل کی ہیں۔ جو ان احکامات پر عمل پیراہ ہوگا وہ کبھی پریشان نہیں ہوگا یہ خالق کائنات کا وعدہ ہے۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (2:38)

جس نے میری ہدایات کی اتباع کی تو انہیں نہ (مستقبل کا) کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ (اپنے ماضی سے) غمگین ہونگے۔

ضروری وضاحت

میں یہ واضح کرتا چلوں کہ یہ میرے اکیلئے کی کوشش نہیں بلکہ ان نقاط کو بیان کرنے میں میرے وہ تمام دوست شامل ہیں جنھوں نے قرآنی فکر کو سمجھتے ہوئے میری مدد کی۔ اس کے باوجود اگر کسی بھائی کے پاس میری بیان کردہ تفہیم سے بہتر بات ہو تو وہ ضرور مجھ تک پہچائے تاکہ اسے مزید بہتر بنایا جا سکے۔

احسان اللہ خان

ehsanshakhi@gmail.com